Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام جماعتِ احمدیہ کا بے مثال طریق عمل

اِشتعال انگیز حرکات

وُہ اصحاب جو کارکنان اخبار مباہلہ اور ان کے سائنفیوں کی ان شرارتوں اور بد زبانیوں سے کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتے ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے متعلق ان لوگوں کی طرف سے کی گئیں۔ وُہ جانتے ہیں۔ کہ کس طرح ان ظالم اور خدا ناترس افراد نے ایک لمبے عرصہ تک جماعت احمدیہ کو ستانے۔ دکھ دینے اور اشتعال دلانے کے لئے نہایت نازیبا حرکات جاری رکھیں۔ جماعت احمدیہ کے امام پر انہوں نے اس قدر فحش اور ناپاک اتہامات لگائے۔ جن کی حد نہ رہی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افراد اور خواتین کی عزت و عصمت پر وہ گندے حملے کئے۔ جنہیں کوئی شریف انسان سُن بھی نہیں سکتا۔ جماعت احمدیہ کی خواتین کے ننگ و ناموس کے خلاف اس قدر گند اس کی جس کا برداشت کرنا ناممکن ہو گیا اور جماعت کے معزز اصحاب اور اعلےٰ کارکنوں کے خلاف ایسی ایسی باتیں شائع کیں۔ جو بے حد اشتعال انگیز اور صبر ربا تھیں۔ ایسے ایسے الزامات تراشے اور ایسی ایسی دروغ بیانیاں کی گئیں۔ جو سر سے لیکر پاؤں تک آگ لگا دینے کے لئے کافی تھیں۔ اور یہ سب کچھ اپنے پاس سے گھڑ کر اور اپنے ناپاک اور گندے دماغ سے اختراع کر کے محض اس لئے کیا گیا۔ کہ جماعت کو دنیا کے سامنے حد درجہ ذلیل و رسوا کیا جائے۔ اور آخر کار یہاں تک نوبت پہنچا دی گئی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ازواج مطہرات اور بنت عصمت مآب پر سینہ شق کر دینے والے اور کلیجہ مونہہ کو لانے والے اتہامات لگائے گئے۔

بے مثال صبر و تحمل

اس ساری داستان ظلم و ستم کو سرسری طور پر سننے والا بھی ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہو گا۔ کہ اشتعال انگیزی کی حد کر دی گئی۔ صبر اور تحمل کی کوئی گنجائش باقی نہ رہنے دی گئی۔ اور ایک ایسی جماعت کو جس کے افراد نے احمدیت کی خاطر دنیا کی کسی عزیز سے عزیز چیز کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور جن کے نزدیک خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ایک فرد دنیا کی ساری متاع سے بڑھ کر گراں قدر اور قیمتی ہے۔ اس کے نہایت ہی نازک جذبات اور احساسات کو بے حد بُری طرح مجروح کیا گیا۔ بار بار مجروح کیا گیا۔ اور پے بہ پے ان پر نمک پاشی کی گئی۔ زخموں پر زخم لگائے گئے۔ اور اس حالت میں لگائے گئے۔ جبکہ خدا کی راہ میں اپنی جان و مال قربان کرنے کا عہد کرنے والوں نے بے مثال صبر اور بے نظیر برداشت کا ثبوت دیا۔

ظالموں کی تعدی

بجائے اس کے کہ ظالم اور جفاجو اس شریفانہ رویہ سے متاثر ہو کر ظلم و ستم کا ہاتھ روک لیتے۔ وُہ اور زیادہ بڑھتے گئے۔ اور بالآخر اس حد تک جا پہنچے جو بالکل انتہائی حد ہے۔ اور جس کا برداشت کرنا انسانی طاقت اور ہمت کے لئے ناممکن ہے۔ اس پر جماعت احمدیہ میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کہرام مچ گیا۔ درد و کرب کی گھٹا چھا گئی۔ اور دُنیا اندھیر ہو گئی۔ ایسی اندوہناک حالت میں کئی لاکھ کی جماعت میں سے جب ایک فرد واحد کے ہاتھ سے رشتہ صبر چھوٹ جانے کی غیر مصدقہ طور پر خبر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کو پہونچی۔ تو آپ نے علی الاعلان اس قسم کے فعل پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور اسے غلط قرار دیا۔ یہ ایک ایسی مثال ہے۔ جس کی نظیر ہندوستان تو کیا ساری دنیا میں بھی نہیں مل سکتی۔

بے مثال طریق

ذرا غور تو کرو۔ ایک ایسا انسان جس پر دُشمن ایک عرصہ سے سراسر جھوٹے اور بے بنیاد اتہام لگا رہا ہے۔ جس کی عفت و عصمت پر ناپاک سے ناپاک حملے کر رہا ہے۔ جس کی عزت اور وقار کو ملیامیٹ کرنے کے لئے من گھڑت قصے بیان کر رہا ہے جس کی پاک دامن بیویوں اور معصوم بچیوں پر گندے الزام لگا رہا ہے۔ جس کی جان و مال سے عزیز جماعت کے معزز مردوں اور خواتین کے خلاف شرمناک اتہام تراش رہا ہے۔ اور اپنے کمینہ اور انسانیت سے عاری حمائتیوں کی مدد سے وُہ کچھ کر رہا ہے۔ جو دُنیا کے کسی ذلیل ترین انسان نے بھی آج تک نہیں کیا۔ اور جس سے بڑھ کر اشتعال دلانے اور بے قابو کر دینے والی کوئی حرکت ہو نہیں سکتی۔ لیکن جب ان حالات میں اس کی طرف منسوب ہونے والے ایک شخص کے متعلق یہ ناقابل تحقیق خبر پہونچتی ہے۔ کہ وُہ اپنا دماغی توازن قائم نہیں رکھ سکا۔ اور دشمن کے پیدا کئے ہوئے اشتعال سے مجبور ہو کر حملہ کر بیٹھا ہے۔ تو اسے وُہ انسان نہ صرف دل میں ناپسند کرتا ہے۔ بلکہ علی الاعلان اس کا اظہار کر دیتا ہے اور اپنی ساری جماعت کو نصیحت کرتا۔ کہ اگر یہ غلطی کی گئی ہو تو اس غلطی کے اقرار سے ہچکچائے نہیں۔ اور اس بات کی اس وجہ سے پردہ پوشی نہ کرے۔ کہ اس کے ایک فرد سے اس غلطی کا ارتکاب ہوا ہے۔ بلکہ اگر یہ بات صحیح ہے۔ تو اس کا اقرار کرتی ہوئی خدا تعالےٰ کے حضور جھک جائے۔

کیا دُنیا کے پردہ پر۔ اس قسم کی کوئی مثال مل سکتی ہے۔ قطعاً نہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جس طرح ان ظالم لوگوں کی شرارتوں کے مقابلہ میں صبر اور درگذر کا بے مثال نمونہ پیش فرمایا۔ اسی طرح اس موقعہ پر بھی وُہ شان دکھائی۔ جو آپ ہی کے شایان ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی شان

دُنیا آئے دن جو حالات پیش [illegible] رہتی ہے۔ [illegible] سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عزیز [illegible] تو الگ رہے۔ اگر کسی معمولی سا تعلق رکھنے والے سے بھی کوئی معمولی سی غلطی ہو جائے۔ تو سر توڑ کوشش کی جاتی ہے کہ اس کے فعل پر پردہ ڈالا جائے۔ [illegible] جھوٹ اور دروغ گوئی سے کام لینا پڑے۔ اسے اس غلطی سے منزہ قرار دیا جائے۔ یہ عام لوگوں کی ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالت نہیں۔ خاص مخاطب والے بھی اسی سطح پر نظر آتے ہیں۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے۔ آپ کو جب اپنی جماعت کے ایک شخص کے متعلق یہ اطلاع پہونچتی ہے۔ کہ اس سے نہایت اشتعال کی حالت میں ایک فعل ہو گیا ہے۔ تو آپ صاف الفاظ میں اس غلطی کا اعلان فرماتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ بے نظیر مثال ہے۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں۔ دُنیا کو اس واقعہ میں بھی وُہ کچھ نظر آئیگا۔ جو موجودہ زمانہ میں کسی نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اور ہم اس کٹھالی میں پڑکر بھی انشاء اللہ کندن ہی ثابت ہونگے۔ اسے خدا تو اپنے فضل و کرم سے ہمیں ایسا ہی ثابت فرما۔

بٹالہ کے حادثہ قتل کے متعلق غلط بیانیاں

بٹالہ میں جو حادثہ قتل ہوا ہے۔ اور جس کے الزام میں ایک احمدی گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کی نسبت ان اخبارات نے جن کا کام ہمارے خلاف جان بوجھ کر غلط بیانی کرنا ہے۔ کئی قسم کی غلط باتیں شائع کی ہوئی ہیں۔ فری پریس نے اس بارے میں ... شائع کرائی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ چند مرزائیوں نے خنجر سے حملہ کیا۔ حالانکہ سوائے اس ایک شخص کے جسے بعد ازاں گرفتار کیا گیا۔ کوئی احمدی نہ تھا۔ پس چند احمدیوں کے حملہ کرنے کی خبر صریحاً غلط ہے۔ اور جان بوجھکر شرارتاً پھیلائی گئی ہے۔

"زمیندار" نے اس حادثہ کے متعلق جو خبر شائع کی ہے۔ اس میں اگرچہ چند مرزائیوں والی غلط بیانی نہیں کی۔ اور صرف ایک ہی شخص کو حملہ آور بتایا ہے۔ لیکن اس کے متعلق یہ بے ہودگی کی ہے کہ محمد امین نامی ایسے شخص کو قرار دیا ہے۔ جس کا اس واقعہ سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ اور وُہ حق رکھتا ہے۔ کہ "زمیندار" سے اس غلط بیانی کے لئے مواخذہ کر سکے۔ جس احمدی کو ماخوذ کیا گیا ہے۔ ان کا نام قاضی محمد علی سنا گیا ہے۔ ... سرحد ... خیال کیا جاتا ہے احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔ اور مسلسل دعا فرماتے رہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے اس بھائی کا ... اور اس کی کوتاہیوں کو معاف کر دے۔

جھوٹے مظالم پر شرمناک واویلا

آج کل ہمارے خلاف جو لوگ فتنہ انگیزی کر رہے ہیں۔ اور جن میں سے "زمیندار" سب سے پیش پیش ہے اس کی عجیب حالت ہے۔ وہ ایک سانس میں تو فرضی احمدیوں کو عافیت تنگ کر دینے کی ظالمانہ دھمکیاں دیتا ہے۔ بلکہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے۔ کہ کئی مقامات پر اس کی دھمکیوں کو جامہ عمل پہنایا جا چکا ہے۔ لیکن اسی سانس میں ایک ایسے مقام کے متعلق جہاں اس کے چیلوں نے سب سے پہلے تشدد کا آغاز ایک معزز احمدی کے گھر پر حملہ کر کے کیا اور مداخلت بیجا کے مرتکب ہوئے۔ مال و اسباب کو نقصان پہونچایا اور مالک مکان اور اس کے بیٹے کو مارا۔ اسی کا ذکر کرتا ہوا۔ "زمیندار" اب اس طرح ٹسوے بہا رہا۔ اور احمدیوں کے لئے عرصہ حیات تنگ کر دینے کی تلقین کرنے والا "خود مسلمانان بٹالہ پر عرصہ حیات تنگ" کے عنوان سے لکھ رہا ہے:۔

"مسلمانوں کو لازم ہے۔ کہ وُہ بٹالہ کے مظلوم لاچار۔ بے کس۔ مجبور اور ستم رسیدہ مسلمانوں کی حفاظت اور بچاؤ کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کریں۔ اور ان کو ہر ممکن مدد دیں"۔

کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے۔ جو لوگ کل تک احمدیوں کو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ سمجھتے ہوئے ان کے گھروں پر چڑھ دوڑے تھے۔ اور وحشت اور درندگی سے کام لیتے ہوئے حملہ آور ہوئے تھے وُہ آج اس قدر مظلوم و لاچار۔ بے کس و مجبور اور ستم رسیدہ کیونکر ہو گئے۔ کہ "زمیندار" کو تمام مسلمانوں سے ان کی حفاظت کی درخواست کرنا پڑی۔ کیا احمدیوں کی فوجیں ان پر حملہ آور ہوئیں۔ یا بٹالہ میں احمدیوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ اگر نہیں۔ اور اب بھی وہاں چند افراد ہی احمدی ہیں۔ تو پھر اس قسم کے واویلا کا کیا مطلب؟

اس قسم کی دروغگوئی اور بے ہودہ سرائی محض اس لئے کی جا رہی ہے۔ کہ اصل حالات سے ناواقف مسلمانوں کو احمدیوں کے خلاف اشتعال دلایا جائے لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ جس طرح بٹالہ میں چند شریروں کے گرفتار ہو جانے سے ایک دم ٹھنڈک پڑ گئی ہے۔ اور یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ شریروں کی بنیاد نہایت کچی ہوتی ہے۔ اور ان کی تعداد بہت کم ہوتی ہے یہی بات ہر جگہ اور ہر مقام کے متعلق درست ہے۔ اور ان حالات میں فتنہ پردازوں کو سوائے ناکامی اور نامرادی کے کچھ حاصل نہ ہوگا:۔

"زمیندار" کے عقل و خرد کے ساتھ ہوش و حواس بھی گئے

زمیندار کی شرارت کے ساتھ اس کی حواس باختگی نے مل کر عجیب صورت پیدا کر دی ہے۔ آج وُہ ہمارے خلاف بڑے جوش و خروش سے ایک اعلان کرتا ہے۔ لیکن کل خود ہی اس کے خلاف لکھ دیتا ہے۔ اور اگلے دن اس کی تردید شائع کر دیتا ہے۔ بٹالہ میں قتل کے شبہ میں جس احمدی کو گرفتار کیا گیا۔ "زمیندار" نے اس کا نام محمد امین بتایا اور اس کے متعلق ایک لمبی داستان بھی شائع کر دی۔ لیکن اگلے دن اس نے لکھا۔ "عبد الکریم پر حملہ کرنے والے کا نام محمد ولی ہے۔ نہ کہ محمد امین" (۲۷- اپریل) لیکن یہ بھی غلط ہے۔ حملہ کرنے کے الزام میں جسے گرفتار کیا گیا۔ اس کا نام محمد ولی بھی نہیں ہے۔

اسی طرح زمیندار (۲۶- اپریل) میں بالفاظ جلی یہ اعلان کیا گیا۔ کہ "مولوی عبد الکریم سخت زخمی ہوئے" اور یہ بیان کیا۔ کہ "زخم ان کے شکم میں ناف کے قریب لگا"۔ لیکن اس سے اگلے ہی دن (۲۷- اپریل) یہ بیان دیا۔

"مولوی صاحب کی دائیں ران میں زخم لگا ہے۔ لیکن وُہ خطرناک نہیں"۔

اس قسم کے متضاد بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ "زمیندار" ہماری عداوت اور دشمنی میں عقل و خرد کے ساتھ ہوش و حواس کو بھی جواب دے چکا ہے اور اسے جھوٹ اور دروغگوئی کا کچھ بھی احساس نہیں۔

شرارت پسندوں کے خلاف جماعت احمدیہ میں غم و غصہ کی لہر

مسٹر بول اور ان کے حامیوں کی خلاف انسانیت حرکات کا جو اثر جماعت احمدیہ پر ہوا ہے۔ اس کا کسی قدر اندازہ ان قراردادوں سے ہو سکتا ہے جو مختلف مقامات کی احمدی جماعتوں نے پاس کر کے اعلیٰ اور ذمہ دار حکام کے پاس بھیجیں۔ اور جن میں سے کچھ الفضل اور دوسرے اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ ابھی تک اس قسم کی قراردادیں ہمارے پاس پہنچ رہی ہیں۔ اور ان کی بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو شائع نہیں کی جا سکیگی۔ چونکہ ان قراردادوں کی نقلیں گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام کو بھی جا چکی ہیں۔ اور ان کے لئے اس غم و غصہ کا اندازہ لگانے کا موقعہ بہم پہنچا دیا گیا ہے۔ جو جماعت احمدیہ میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے نیز اس لئے بھی کہ اہم اور ضروری امور کی وجہ سے تمام قراردادوں کا اخبار میں جلد شائع ہونا ممکن نہیں۔ ذیل میں ان انجمنوں کے صرف نام درج کئے جاتے ہیں جن کے ریزولیوشنز اسوقت تک شائع نہیں ہو سکے:۔

(۱) جماعت احمدیہ چک نمبر ۹۸ شمالی سرگودھا (۲) انجمن احمدیہ وڈالہ بانگر۔ ۳- جماعت احمدیہ سرگودھا۔ ۴- جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ۔ ۵- جماعت احمدیہ گھٹیالیاں۔ ۶- جماعت احمدیہ غوث گڑھ۔ ۷- جماعت احمدیہ گنج دلاہو (؟) ۸- جماعت احمدیہ محمود پور۔ (۹) جماعت احمدیہ چک ۳۵ سرگودھا۔ ۱۰- انجمن احمدیہ چک جھور ۱۱۷۔ ۱۱- جماعت احمدیہ جموں۔ ۱۲- جماعت احمدیہ تحصیل سنگھر ... علاقہ ... ڈیرہ غازیخاں۔ ۱۳- جماعت احمدیہ شاہ پور ضلع گورداسپور۔ ۱۴- انجمن احمدیہ خواتین وڈالہ بانگر۔ ۱۵- جماعت احمدیہ اٹھوال ضلع گورداسپور ۱۶- جماعت احمدیہ ہوشیارپور۔ ۱۷- جماعت احمدیہ کرم پور ضلع شیخوپورہ۔ ۱۸- جماعت احمدیہ چندر کے منگولے و پوہلا مہاراں۔ ۱۹- جماعت احمدیہ علاقہ نکودر۔ (۲۰- جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی۔ ۲۱- جماعت احمدیہ گورداسپور ۲۲- جماعت احمدیہ کیمل پور۔ ۲۳- انجمن احمدیہ مستورات بھیرہ ۲۴- جماعت احمدیہ شاہجہانپور۔ ۲۵- جماعت احمدیہ گوئیکی ۲۶- جماعت احمدیہ سدوکے وجبوکے ضلع گجرات۔ ۲۷- جماعت احمدیہ پشاور۔ ۲۸- جماعت احمدیہ شملہ۔ ۲۹- جماعت احمدیہ کلاسوالہ ۳۰- جماعت احمدیہ علی پور ضلع لدھیانہ۔ ۳۱- جماعت احمدیہ آگرہ۔ ۳۲- انجمن احمدیہ میانی و گھوگھیاٹ ۳۳- جماعت احمدیہ گجرات۔ ۳۴- جماعت احمدیہ کٹک ۳۵- انجمن احمدیہ کوہاٹ۔ ۳۶- جماعت احمدیہ مونگ ۳۷- انجمن احمدی مستورات منگری۔ ۳۸- انجمن احمدیہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ۔ ۳۹- انجمن احمدیہ تاندلیانوالہ ۴۰- انجمن احمدیہ ارطیسہ۔ ۴۱- انجمن احمدیہ خوشاب:۔

74

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عورت کی عزت و عصمت پر ناپاک حملہ

نہایت اشتعال انگیز اور امن شکن فعل

عورت کی عزت

بنی نوع انسان میں بڑا اختلاف ہیں۔ وطنیت۔ تمدن اور مذہبیت کے نام پر انسان ایک دوسرے سے درندوں کی طرح جابرانہ سلوک کر رہے ہیں۔ مغربی قومیں اپنے مستعمرانہ عزائم کے لئے مشرقی اقوام کو کھا رہی ہیں۔ مشرق اپنی صدیوں کی مظلومی کے باعث حاکمانہ طاقتوں سے بیزار اور ان سے برسرپیکار ہے۔ لیکن ان بے انتہا اختلافات میں اگر کوئی مرحلہ ایسا ہے۔ جہاں مشرقی اور مغربی ہم آہنگ ہیں۔ جہاں مذہبیت اور لامذہبیت کا سوال موجب نزاع نہیں۔ جہاں رنگ۔ تمدن۔ اور زبان کا اختلاف حائل نہیں۔ تو وہ صرف اور صرف عورت کی عزت کا سوال ہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے۔ جس میں قدیم اور جدید، مہذب اور غیر مہذب قومیں یکساں غیرت اور حمیت کا ثبوت دیتی رہی ہیں۔ اور جب تک انسانیت باقی ہے۔ ثبوت دیتی رہینگی۔

عورت کی عزت کی خاطر موت

عرب کے زمانہ جاہلیت کے دور پر نگاہ کرو۔ جب ایک عورت نے اپنی معمولی سی بے عزتی پر نعرہ یا للذّل بلند کیا۔ تو اس کی قوم کے ہزار ہا جوانمرد اور غیور انسانوں کی خون آشام شمشیریں نیاموں سے باہر آ گئیں۔ اسی واقعہ کی طرف شاعر اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

تھددنا وتوعدنا ابن عمرو متی کنا لامک مقتوینا

تاریخ ہند پر نگاہ ڈالو۔ جہاں ہزاروں واقعات نظر آئینگے۔ کہ ہندوستان کے ہونہار سپوت اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے ناموس کے لئے خون کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئے۔ اور انہوں نے عورت کی عزت کی خاطر موت کو ترجیح دی۔ وہ قومیں مٹ گئیں۔ مگر آج بھی تاریخ میں ان کے ذریں کارنامے نہایت شاندار لفظوں میں مذکور ہیں۔ اور ان کی نسلوں کے خون ان شاندار روایات کو قائم رکھنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہیں۔

ہندوستان میں عورت کی عزت

عورت اپنی بیکسی اور بیبسی کے باعث اور اس مقام حرمت کے باعث جو ہر مرد کو ایک عورت (اپنی ماں) کا بیٹا ہونے کے لحاظ سے کرنی واجب ہے۔ ہر ملک میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اور دیکھی جائیگی۔ امریکہ کے مشہور فلاسفر ایمرسن کا مقولہ نہایت درست ہے۔ کہ ہر ایک ملک کی تہذیب کا سب سے اعلیٰ مقیاس یہ ہے۔ کہ وہاں عورتوں کی کیا حالت ہے۔ ہندوستان اس باب میں غیر معمولی خصوصیت رکھتا ہے۔ ہندوستان کے لاکھوں فرزند اس آن کی حفاظت کے لئے کام آئے۔ مگر اس امتیاز کو قائم رکھا۔ حتیٰ کہ گذشتہ دنوں اس گئے گذرے زمانہ میں بھی جب ایک نیپالی گھرک بہادر نے اپنی قوم کی ایک لڑکی کی عفت کی حفاظت کے لئے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ تو ہندوستان کے اکناف سے اس کی جوانمردی اور انسانی غیرت پر اظہار تحسین کیا گیا۔ اور گورنمنٹ کے پاس مردوں اور عورتوں کی انجمنوں نے اس قدر پرزور سفارشیں کیں۔ کہ آخر اسے رہا کرتے ہی بنی۔ بے شک انسانی جان ایک قیمتی چیز ہے۔ مگر جان کی قدر و قیمت عزت کے ساتھ ہے۔ اس لئے عزت کی حفاظت جان سے بھی ضروری ہے۔

اسلام میں عورت کی عزت

مذاہب عالم میں سے اسلام اس وقار کو قائم رکھنے میں بہت نمایاں ہے۔ اس نے اختلاف مذہب کے سوال سے بالاتر ہو کر انسان کی عزت بالخصوص عورت کی عزت کی حفاظت کے لئے پرزور احکام صادر فرمائے ہیں۔ اور مومن کے جذبات غیرت کو صحیح طور پر تربیت کے مواقع دیئے ہیں۔ اسلامی تاریخ کے وہ واقعات عالم آشکارا ہیں۔ جن سے ظاہر ہے۔ کہ عورتوں کے ناموس پر حملہ کرنے والے کس طرح کیفر کردار کو پہنچائے گئے۔ اور کعب بن اشرف اور اسی قماش کے دوسرے گندہ سرشت انسانوں نے اپنی تشبیب بازی کا کیا بدلہ لیا۔ انسانیت کے سب سے بڑے محسن (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میدان کارزار میں جانیوالوں کو ہدایت فرمائی۔ لا تقتلوا امرأۃ۔ دیکھو کسی عورت کو قتل نہ کرنا۔ لیکن جب ناپاک طبع کینہ دشمنوں نے حرم محترم صدیقہ پر بہتان باندھا۔ تو حضور نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ "من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی"۔ (بخاری جلد ۲ حدیث الافک) اے لوگو! تم میں سے کون ہے۔ جو اس شخص سے انتقام لے جس نے مجھے میرے اہل کے متعلق ایذا دی ہے۔

غرض اسلام نے مومن کو بے حد صبر و حلم کی تلقین کی ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ مومن کو بے غیرت بنا دیا ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ جذبہ غیرت کا درست استعمال بتا دیا ہے۔ کہ جن میں سے سب سے اہم وہ موقعہ ہے۔ جب کسی خاتون کی عزت اور ناموس پر حملہ ہو۔ مومن اپنے نفس کے معاملات میں عفو اور درگزر سے کام لے سکتا ہے۔ وہ اپنے مال و منال کو اغیار کی خاطر ترک کر سکتا ہے۔ اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہہ سکتا ہے۔ لیکن اگر کسی مومن کی عزت کا سوال ہو۔ تو وہ انتہائی قربانی کرنا اپنا فرض جانتا ہے۔ اور اگر وہ مومن ہے۔ تو اس سے یہی توقع ہے۔ کیونکہ مومن بزدل نہیں ہوتا۔

احمدیت میں عورت کی عزت

احمدیت نے جہاں اور اسلامی خصوصیات کو از سرنو قائم کیا۔ وہاں عورتوں کے احترام کو بھی بے حد تشدد سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ دو سال قبل جب جماعت احمدیہ کے ایک مضمون نگار نے پہلی مرتبہ کسی معاند دشمن کی بیٹیوں کا جو خود شرمناک حملے کر چکا تھا۔ ذرا چبھتے ہوئے الفاظ میں ذکر کیا تو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے نہایت سخت الفاظ میں اسے تنبیہ فرمائی۔ اور آئندہ کے لئے اخبارات سلسلہ کو اس قسم کے مضامین کی اشاعت سے بکلی مجتنب رہنے کے احکام جاری فرمائے۔ احمدیت کی تعلیم کا طغرائے امتیاز یہی ہے۔ ؎

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو۔
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار۔

مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ احمدی نوجوانوں کے خون سرد ہیں۔ اور ان کی رگ حمیت کو کچل دیا گیا ہے۔ یا ان کے دل پتھر ہیں۔ جو معاندین کی انتہائی شرارت کو بھی غیر طبعی حلم سے برداشت کر لیں گے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ کیونکہ جہاں ہمیں ذاتی معاملات میں تا بحدِ امکان صبر کا حکم ہے۔ وہاں پر قومی اور مذہبی معاملات میں باموقعہ غیرت کے اظہار کا بھی حکم ہے۔ احمدیت اسلام کی صحیح اور ہر قسم کی افراط و تفریط سے پاک تعلیم کا نام ہے۔ جو کہ ذاتی انتقام سے روکتی ہے۔ لیکن قومی معاملات میں ملکی قانون کا احترام سکھاتی ہوئی ولکم فی القصاص حیاۃ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

مُباہلہ اور زمیندار کے ناپاک حملے

یہ ایک دلگداز حقیقت ہے۔ کہ ایک عرصہ سے اخبار "مُباہلہ" اور "زمیندار" نے احمدی خواتین پر نہایت گندے اور غیر شریفانہ حملے شروع کر رکھے ہیں۔ اور آئے دن ان شرارتوں میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ ہماری بہنوں اور معزز خواتین کو اوباشانہ خطابات اور دلآزار الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہم نے نہایت دردمند دل سے اس ظلم عظیم کے خلاف آواز اُٹھائی۔ اور ہندوستان کے شرفاء سے اپیل کی۔ کہ وہ اس ننگ انسانیت فعل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔ مگر افسوس کہ ہماری بے کسی۔ قلت اور بے سرو سامانی ان کی شرافت پر غالب آ گئی۔ ہماری پکار صدا بصحرا ثابت ہوئی اور ہمارا واویلا بہرے کانوں پر پڑا۔ ہم نے گورنمنٹ سے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے کہا۔ مگر کوئی توجہ نہ ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کارپردازان "مُباہلہ" اور زمیندار نے ہماری سب سے عزیز متاع اور ہمارے مذہبی نقطۂ نگاہ سے موجودہ وقت میں سب سے مقدس وجود حضرت امام جماعت احمدیہ پر گندے اور بے باکانہ حملے جاری رکھے۔ اور پھر حضور کے خاندان کی باعصمت خواتین پر نہایت فحش اور ناقابل برداشت اتہام لگائے۔ اور جماعت احمدیہ کے زخموں پر نمک پاشی کی۔

نہایت نازک سوال

جماعت احمدیہ نے بہت صبر کیا۔ اور کیوں نہ کرتی جبکہ حضرت امام کی طرف سے بار بار یہی تلقین ہوتی رہی۔ کہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھو۔ مگر صبر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ "مُباہلہ" والوں کی شرارت اب اس مقام تک پہونچ چکی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے لئے نہایت نازک سوال پیدا ہو گیا ہے۔ یہی وہ مقام ہے۔ جہاں گاندھی جی نے بھی جنہوں نے عدم تشدد کو اپنا اصول قرار دے رکھا ہے۔ صاف کہدیا ہے۔ کہ اگر پچھلے سول نافرمانی کرنے والی عورتوں میں سے کسی کو کسی نے ہاتھ لگایا۔ تو ہندوستان میں آگ لگ جائیگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر کچلو نے بھی عورت کی عزت کے سوال پر اعلان کیا ہے۔ کہ

"مداخلت بیجا کے باعث اگر کوئی آدمی میرے مکان میں آئے۔ تو اسے شوٹ کرنے (گولی ماردینے) کا حق حاصل ہے" (پرتاپ ۲۳ر اپریل)

ایڈیٹر اخبار ملاپ جلیانوالہ باغ کے اس واقعہ پر جس میں ایک سپاہی کے ایک دیوی کے سامنے برہنہ ہونے کا ذکر ہے۔ رقمطراز ہے:-

"یہ واقعہ اتنا شرمناک اور اشتعال انگیز ہے۔ کہ اس کو برداشت کرنے کے لئے پتھر کے پہاڑ کا دل چاہیئے" (۲۳ر اپریل)

حکومت اور ملک سے توقع

مندرجہ بالا اقتباسات سے روشن ہے۔ کہ عورت کے ناموس کے متعلق انسانی غیرت کس قدر مشتعل ہوسکتی ہے۔ مگر یہ صرف قومیت کے تعلقات کی بناء پر ہے۔ لیکن اگر ان خواتین کے ناموس کا سوال ہو جن سے مذہبی عقیدت وابستہ ہے۔ تو پھر اشتعال کا اندازہ ہی ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس وقت جماعت احمدیہ کے غیور افراد انگاروں پر لوٹ رہے ہیں۔ اور وہ نہایت بے تابی سے ان ناہنجار لوگوں کے متعلق منتظر ہیں۔ کہ حکومت اور ملک ان سے کیا سلوک کرتا ہے۔

زمیندار اور مستریوں کی شرر افشانی اور شرمناک حرکات انسانیت کے لئے بدنما داغ ہیں۔ اور ملک کے بہی خواہ جس قدر جلد اس اخلاق سوز پراپیگنڈا پر نفرین بھیجیں۔ اتنا ہی اچھا ہے۔ ہمارا اہل مذاہب سے اختلاف ہے۔ اس اختلاف کے لئے ہم ہر موقعہ پر اپنے مخالفین سے بحث کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس اختلاف کو وہ جو چاہیں۔ ہمیں کہیں۔ مگر یہ بھی کوئی مذہب کی اشاعت ہے۔ کہ دوسروں کی باعزت اور واجب الاحترام خواتین کو بازاری الفاظ سے یاد کیا جائے۔ اور دنیا کے امن کو برباد کرنے کے لئے دوسری قوموں کے پیشواؤں کو گالیاں دی جائیں۔ ہم مذہب کے نام پر نہیں بلکہ اخلاق کا واسطہ دیکر ان تمام لوگوں سے جو شرافت و نجابت کا دم بھرتے ہیں۔ اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ ان حالات کا بنظر ملاحظہ کریں۔ اور بتائیں۔ کہ ان واقعات کی موجودگی میں زندہ قوموں سے کیا توقعات رکھی جاسکتی ہیں۔ ہم اس سے قبل بھی اپیل کرچکے ہیں۔

مگر آہ ہماری عرضداشت کو ٹھکرا دیا گیا۔ اور ہمارے بیان کو شائستہ اعتنا نہ سمجھا گیا حتیٰ کہ وہی مولوی ظفر علی جو انگریزوں کی عیب شماری میں سب سے بڑا جرم عورت پر ہاتھ اٹھانا قرار دیتے ہوئے بار بار لکھ رہا ہے:-

"مرد عورت پر اٹھاتا تھا نہ ہاتھ اس دیس میں
آج ان آنکھوں سے دیکھا یہ ستم یہ جور بھی"

(۱۳ر اپریل زمیندار)

احمدیہ جماعت کی پاک دامن خواتین پر دریدہ دہنی سے حملے کر رہا ہے۔

زندہ قوموں کی غیرت

کیا اس کی یہ وجہ نہیں۔ کہ وہ ہمیں کمزور۔ نہتے۔ اور بے دست و پا سمجھتے ہیں؟ ہمیں قلیل التعداد خیال کرتے ہیں؟ ہمیں جاہ و حشمت اور سیاسی تفوق سے خالی پاتے ہیں۔ یقیناً یہی وجہ ہے۔ مگر انہیں یقین کرنا چاہیئے۔ زندہ قوموں کی غیرت جب بھڑک اٹھتی ہے۔ تو وہ آتش فشاں پہاڑ کی طرح ہوجاتی ہے۔ اور ان کی کمی تعداد ان کے راستہ میں روک نہیں بن سکتی۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ اب بھی جلد سے جلد حالات پر قابو پالیا جائے۔ اور اس ناپاک اور اشتعال انگیز رویہ کی روک تھام کی جائے۔ وہ لوگ احمدیت کی مخالفت کریں۔ دلائل سے کریں۔ اس کے مٹانے کے لئے جدوجہد کریں۔ مگر عورتوں کی عزت پر حملہ آور نہ ہوں۔ کیونکہ یہ وہ مقام حرمت ہے جس کے لئے خون کھولنے لگتا۔ اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آگیا۔ کہ ہندوستان کے شرفاء ان باجیانہ حرکات کے خلاف آواز بلند کریں؟ اور ارباب حکومت اس طرف توجہ کریں۔

(خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان)

مجاہدہ کے ایام

۲۸ر اپریل سے اس مجاہدہ کا آغاز شروع ہوگیا جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ کم از کم تیس اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک کیا جائے۔ یعنی ہر پیر اور اگر کوئی چاہے۔ تو ہر جمعرات کو بھی روزہ رکھا جائے۔ پیش آمدہ مشکلات کے دور ہونے کے لئے دعائیں کی جائیں۔ احباب ان ایام کی خاص طور پر قدر کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں ایک خواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری مجھے جناب شیخ نعمت اللہ خان صاحب برج انسپکٹر اور مولوی عطاء اللہ صاحب کمپونڈر ریلوے ہسپتال کوہاٹ کے ذریعہ ملی۔ مولوی صاحب نے مجھے چند کتابیں پڑھنے کے لئے دیں۔ جن کے پڑھنے سے مجھے اس معاملہ میں تحقیق کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ ایک دن میں متفکر سا تھا۔ کہ کیا بیعت کروں۔ یا نہ کروں۔ تو مولوی صاحب فرمانے لگے۔ اگر آپ کے دل میں کوئی شک ہو۔ تو سب سے بہتر طریقہ یہ ہے۔ کہ استخارہ کرو یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو۔ چنانچہ میں نے تہجد شروع کئے۔ اور رو کر دعائیں مانگنے لگا۔ کہ اے رحیم و کریم خدا تو بہتر جانتا ہے۔ اگر یہ وہی مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ جن کے بارے میں رسول کریم نے ۱۳ سو سال قبل پیشگوئی فرمائی تھی۔ تو مجھے منکروں میں نہ رکھنا۔ اور اپنے فضل و کرم سے بیعت کی توفیق عطا فرما۔ اور اگر یہ سچے نہیں۔ تو مجھے اور باقی مسلمانوں کو بھی بچا۔ آخر ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص کوہاٹ تحصیل کے باہر دروازے پر کھڑے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کیا آپ واقعی مسیح موعود ہیں۔ فرمانے لگے۔ ہاں۔ میں نے عرض کیا۔ تو کوئی نشان عطا فرمائیں۔ فرمانے لگے۔ تم خود ہی نشان مانگو۔ کیا نشان مانگتے ہو۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر رکھ لئے۔ اور عرض کیا۔ اس میں کیا چیز ہے۔ فرمانے لگے۔ اس میں ایک سنگترہ ہے جس کی آدھی پھاڑیاں گندی ہیں۔ اور آدھی صاف۔ جب میں نے اینٹ اکھاڑ کر دیکھا تو واقعی ایک سنگترہ نکلا۔ جس کی آدھی پھاڑیاں گندی تھیں۔ اور آدھی صاف۔ میں یہ نشان دیکھکر ان کے پاؤں پر گر پڑا۔ میرے بڑے بھائی سردار علی شاہ صاحب جو یہ واقعہ دیکھ رہے تھے۔ میرے پاؤں پر گرنے کے بعد وہ بھی حضرت صاحب کے پاؤں پر گر پڑے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔

پھر میں نے بیعت کرلی۔ جب میں اپنی یہ خواب اپنے بھائی اور رشتہ داروں کو سناتا تو وہ کہہ دیتے ممکن ہے۔ شیطانی خواب ہو۔ میں کہتا یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے آگے رو رو کر دعائیں کروں۔ اور بیچ میں شیطان ٹانگ اڑا کر مجھے گمراہ کردے۔ پھر میری خواب کا ایک حصہ پورا ہوچکا ہے۔ یعنی میں نے خواب میں بیعت کی تھی۔ پھر جناب شیخ فضل کریم صاحب سٹیشن ماسٹر کے ذریعہ لنڈی کوتل میں بیعت کی توفیق بھی مل گئی (اللہ تعالیٰ ان تینوں صاحبوں پر اپنے فضل و کرم کی بارش کرے) ابھی دوسرا حصہ باقی ہے۔ کہ میں نے اپنے بڑے بھائی کو بھی خواب میں بیعت کرتے دیکھا۔ اگرچہ وہ اس وقت سخت مخالف ہیں۔ مگر مجھے اپنی خواب کے رحمانی خواب ہونیکا چونکہ پورا یقین ہے۔ اس لئے میں علانیہ اپنے بڑے بھائی اور دیگر رشتہ داروں سے کہتا تھا۔ کہ میرا بھائی ایک نہ ایک دن ضرور احمدی ہو جائیگا۔ اور یہ بھی اس نعمت سے محروم نہ رہیگا۔ آپ میری خواب کے اس حصہ کے پورے ہونے کا انتظار کریں۔ جس وقت یہ حصہ بھی پورا ہوجائیگا۔ آپ لوگوں کو پھر تو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ میرے بھائی کو بھی اللہ تعالیٰ نے بیعت کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ چونکہ ان کی مخالفت نیک نیتی سے تھی۔ مخالفت بھی کرتے تھے۔ اور رات کو بستر پر نہیں سوتے تھے۔ بلکہ مصلّے پر ہی سوجاتے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے۔ آخر تقریباً دو سال کے بعد بیعت کرلی۔

نشان کے طالبوں سے عرض ہے۔ کہ کیا یہ نشان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حسب ضرورت ضرور نشان دیتا ہے۔ مگر ان لوگوں کو جنہیں واقعی نشان کی ضرورت ہو۔ اور جو فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ جو ہمارے رستہ میں سچے دل سے کوشش کرے۔ ہم ضرور اس کو اپنا رستہ بتا دیتے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ اپنے فضل و کرم سے تمام قوموں کو اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جھنڈے کے نیچے روحانی زندگی بسر کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ (خاکسار ارشاد علی شاہ۔ گنڈی خان خیل)

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر دفتر الفضل کے لئے قادیان سے شایع کیا)